جلد ۳ | مورخہ ۲۴۔ اگست سنہ ۱۹۱۵ء | سہ شنبہ | مطابق ۱۲۔ شوال سنہ ۱۳۳۳ ہجری | نمبر ۲۷

## مدینۃ المسیح (علیہ السلام)

### نشان معجب ازدیاد ایمان المتقین

ایک دوست نے حضرت امام ایدہ اللہ کی خدمت میں بطور استفسار عرض کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جو معجزہ آپنے اپنے خطبہ میں بیان فرمایا تھا کہ دودھ کے ایک پیالہ میں سات بھوکے پیاسے ساکین سیر ہو گئے۔ بعد میں حضرت ابو ہریرہ نے خوب اچھی طرح پی لیا۔ پھر بھی اس میں سے بچ رہا۔ کیا ایسے خوارق مخالفین اسلام پر حجت ہو سکتے ہیں اور آیا بروئے علوم عقلیہ اسکی کوئی توجیہ ہو سکتی ہے؟ حضور نے فرمایا کہ ایسے نشان صرف مومنوں کی زیادتی ایمان کے واسطے ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ محض اپنی قدرت نمائی کے رنگ میں دکھلاتا ہے مخالفین سے انکے منوانے کی ضرورت نہیں۔ اور اتمام حجت کرنے کو دوسری دلائل اور نشانوں کی کیا کمی ہے؟ اسی ضمن میں حضرت نے بعض نشان مسیح موعود علیہ السلام کے اور خود اپنے بیان فرمائے۔ جو اہل ذوق کی تازگی ایمان کا موجب ہوئے۔ فالحمد للہ

### بٹالہ سے قادیان تک تار

جیسا کہ گذشتہ اشاعت میں لکھا جا چکا ہے۔ حضرت کو اس اشد ضرورت کا اندنوں خاص خیال ہے۔ مجالس بعد نماز میں عموماً اس کا ذکر ہوتا ہے۔ آپکا ارشاد ہے کہ تمام مقامی جماعتوں کی طرف سے لوکل گورنمنٹ اور افسران محکمہ متعلقہ کی خدمت میں فرداً فرداً عرضداشتیں جانی چاہئیں۔ پھر سب کا متفقہ محضر صدر انجمن کیطرف سے جائے کہ ہمارے سلسلہ کو اس تار کی بڑی ضرورت ہے جو دن بدن بڑھتی جاتی ہے۔ علاوہ روزمرہ کی معمولی ضروریات کے مختلف جلسوں اور مباحثوں مناظروں کے موقعہ پر خدا کے فضل سے تار برقی کے ذریعہ ہم بہت کچھ کام کر سکتے ہیں فرمایا اگر افسران متعلقہ اس معاملہ میں یہ خیال کریں کہ قادیان میں اور یہاں سے آنے جانیوالے پیغامات تار کی اتنی تعداد نہیں ہوتی جسکی خاطر تار لگانا ضروری سمجھا جائے تو یہ انکی غلطی ہو گی کیونکہ جب ہنوز قادیان تک تار موجود ہی نہیں تو ہمارے برقی پیغامات کسی معقول تعداد میں ہو کیونکر سکتے ہیں جبکہ سب جانتے ہیں کہ اکثر یہ پیغام معمولی ڈاک سے پہلے نہیں پہنچ سکتے۔ حضور کی مجلس میں بعض احباب نے یہ بھی بتلایا کہ اس ٹکڑے (میں تار لگنے) کی منظوری تو ہو گئی تھی لیکن کسی اتفاقی موانع سے کھمبے وغیرہ لگنے میں تعویق پڑ گئی ہے۔ بہر حال اب . . . . اس مفید تجویز کی تکمیل کیواسطے باقاعدہ کوشش انشاء اللہ بہت جلد شروع ہو گی۔ مقامی انجمنوں کے سکرٹری صاحبان اس سعی میں حصہ لینے کے لئے تیار ہیں اور احکام صدر انجمن کے منتظر۔ اگر خدا تعالیٰ کو منظور ہے تو کچھ عجب نہیں کہ آئندہ جلسہ سالانہ تک یہ کام بن جائے۔

### وفات حسرت آیات

افسوس۔ حضرت صاحب کی دختر جو اگست کی شام کو پیدا ہوئی تھیں۔ ۲۱ کی شب کو

(باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

## اخبار احمدیہ

**ظفروال** میں اخویم مکرم مفتی محمد صادق صاحب کا لیکچر ہوا حضرت مسیح موعود کی صداقت پر دو گھنٹہ تقریر ہوئی۔ ضمناً خلافت۔ اور مسئلہ نبوت و تکفیر غیر احمدیان پر بھی بحث ہوئی۔ وعظ کے بعد ایک مولوی صاحب نے کچھ سوالات کئے۔ مگر سب جوابوں کو سچا تسلیم کیا۔

**راولپنڈی** سے مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ مقامی جماعت کی درخواست پر کیمل پور تشریف لے گئے ہیں۔

**مالیرکوٹلہ** سے حافظ روشن علی صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ روزانہ ایک رکوع درس قرآن کریم دیا جاتا ہے۔ اور اب موتی بازار میں ایک مکان لیکر درس قرآن کریم اور لیکچروں کے جاری رکھنے کا ارادہ ہے۔

**بلب گڈھ** سے انوار حسین صاحب لکھتے ہیں کہ جس مولوی سے حافظ روشن علی صاحب نے مباحثہ کیا تھا۔ اب پھر وہ یہاں آیا ہوا ہے اور لوگوں کو عجیب عجیب طریقوں سے بدظن کر رہا ہے۔ لیکن خدا تعالے کا فضل ہمارے شامل حال ہے۔ جس قدر وہ لوگوں کو بدظن کرتا ہے اسی قدر وہ قریب آ رہے ہیں چنانچہ حکیم عبدالرحمن صاحب جو کہ سلسلہ کی مخالفت کو کار ثواب سمجھتے تھے سلسلہ حقہ میں داخل ہو گئے ہیں ہر وقت ان کے ارد گرد مخالفین کا ہجوم رہتا ہے اور لوگ انہیں منحرف کرنے کے درپئے رہتے ہیں لیکن وہ یہی جواب دیتے ہیں کہ میں نے حق پالیا ہے مجھے اب کسی کی پرواہ نہیں خدا انہیں استقامت عطا فرماوے۔

**سکور ابنگال** سے برکت علی صاحب لکھتے ہیں کہ یہاں خطبہ عید میں حضرت مسیح موعود کا ذکر اچھی طرح لوگوں کو سنایا گیا۔ اور یہ بھی بتایا کہ اگر آنیوالا مسیح و مہدی تلوار سے مسلمان کرنے والا ہوگا تو قرآن کے خلاف کریگا ایک ڈپٹی مجسٹریٹ امین الزمان صاحب نامی بھی تشریف لائے انکو بھی حضرت صاحب کے حالات مفصل سنائے گئے جو خوب دلچسپی سے سنتے رہے۔ اور یہ سلسلہ سے بہت تعلق رکھتے ہیں خدا تعالے سعید روحوں کو قبول حق کی توفیق بخشے

**میدان کارزار فرانس** سے حق نواز صاحب ڈاکٹر محمد الدین صاحب محمد یعقوب خانصاحب دعا کی درخواست کرتے ہیں

**دعا** کنجاہ سے شیر علی صاحب اپنے مشکلات کے لئے

گوجرانوالہ سے حکیم محمد الدین صاحب اپنی بیماری کے لئے

کراچی سے رستم علی صاحب اپنے بعض مقاصد کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔

**برہمن بڑیہ** سے مولوی محمد عبدالواحد صاحب مبلغ تحریر فرماتے ہیں کہ اس علاقہ میں سخت قحط پڑ رہا ہے تین دفعہ طغیانی آچکی ہے اور فصلیں تباہ ہو گئی ہیں آج کل غضب الٰہی جوش میں ہے باوجود لوگوں کی کم توجہی کے تبلیغ کا کام جاری ہے اور اس ماہ میں بفضل خدا چار آدمی داخل سلسلہ ہوئے ہیں ہماری نماز عید میں غیر احمدیوں اور احمدیوں کی تعداد مساوی ہی ہو گئی تھی۔ خطبہ عید میں واضح طور تبلیغ احمدیت کی گئی لوگ بہت متاثر ہوئے فالحمد للہ علی ذالک۔

**کوہ منصوری** سے بابو فخر الدین صاحب لکھتے ہیں کہ باوجود مخالفت کے مسجد احمدیہ میں بجلی کی روشنی لگ گئی ہے۔ الحمد للہ۔

**نوشہرہ** سے میاں فضل الرحمن صاحب لکھتے ہیں کہ یہاں ایک غیر مبائع ہیں۔ اتفاق سے ایکدن ایک غیر احمدی انکے پاس آگئے انہوں نے اس سے پوچھا کہ آپ مرزا صاحب کو کیا سمجھتے ہو غیر احمدی نے جواب دیا کہ مسلمان سمجھتا ہوں۔ غیر مبائع نے کہا میں بھی تمکو مسلمان سمجھتا ہوں لیکن یہ تم کو کافر سمجھتے ہیں۔ میں نے اس غیر احمدی کو کہا یہ جھوٹ بولتے ہیں اگر یہ آپکو مسلمان سمجھتے ہیں تو انکو کہیں کہ آپکے پیچھے نماز پڑھیں لیکن یہ ہرگز نہیں پڑھینگے چنانچہ جب انہیں نماز پڑھنے کے لئے کہا گیا تو انکار کر دیا۔ اس پر غیر احمدی نے کہا یہ لوگ کہتے کچھ اور کرتے کچھ ہیں۔

**کوڈرالی** (مالابار) سے اے احمد احمدی لکھتے ہیں کہ ایک دن ایک شخص سے مذہبی گفتگو شروع ہو گئی۔ دوسرے دن اس شخص نے اپنے مولوی سے ذکر کیا تو اس مولوی نے کہا یہ کافر ہیں ان سے بات چیت نہ کیا کرو۔ میں اس مولوی کے مکان پر گیا لیکن وہ نہ ملا اس کے مکان کے قریب کچھ مسلمان اور کچھ ہندو بیٹھے تھے ان سے سلسلہ کے متعلق گفتگو شروع ہو گئی۔ میری باتوں کا جواب دیکے تو ایک ہندو نے کہا کہ یہ دلائل کے ساتھ باتیں کرتا ہے اور تم بیہودہ باتیں کرتے ہو۔ کاش منکران مسیح موعود اپنی حالت سے عبرت پکڑیں۔

**فیروزپور** سے علی محمد صاحب کلارک لکھتے ہیں کہ بابو فرزند علی

## خبریں

**جنگ** محاربۂ قاف۔ علاقہ قاف میں کئی دن تک نہایت خونریز لڑائی ہوتی رہی۔ ترک ادعا کرتے تھے کہ ہمنے شہروان (جو جنگی نقطۂ نظر سے ایک اہم مقام ہے) واپس لے لیا ہے لیکن پیٹروگراڈ کے ایک مراسلہ سرکاری مورخہ ۱۸۔ اگست میں اعلان کیا گیا ہے۔ کہ روسیوں کو فتح عظیم حاصل ہوئی ہے انہوں نے ترکوں کو شکست دیکر مقام مذکور چھین لیا ہے ابھی انکا پیچھا کر رہے ہیں اور دوران تعاقب میں بہت توپ قبضہ اور قیدیوں کو گرفتار کرتے جاتے ہیں اور بہت سامال غنیمت ان کے ہاتھ لگ رہا ہے۔

ترکی لشکر میسرہ کو بھی شکست فاش ہوئی ہے۔ روسی اپنے دشمن کو چاروں طرف سے نرغہ کر نیکی نقل و حرکت میں بڑھتے جاتے ہیں۔ اور انہوں نے درہ قلیچ پر قبضہ کر لیا ہے اور اس طرح دریائے فرات کے دائیں کنارے ترکی خط آمد و رفت انکے قابو میں آگیا ہے۔ ترکوں نے اس درہ کو واپس لینے کے لئے بڑی شد و مد سے جد و جہد کی مگر عبث بلکہ نقصان عظیم اٹھایا پھر انہوں نے درہ ملحقہ میں بزور دستی داخل ہونا چاہا۔ مگر روسی افواج کمک نے سنگینوں سے انکو شکست فاش دی روسی محاصرہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ گیارہ ترکی ڈویژن جو شمال میں بڑی بہادری سے مدافعت کر رہے تھے ان کا بالکل قلع و قمع ہو گیا۔ جو فرات کے بائیں جانب جان بچا کر بھاگے انکی پسپائی بڑی ابتری کے ساتھ ہوئی۔ تاحال یہ تو ٹھیک ٹھیک معلوم نہیں ہوا کہ کل کیا کچھ روسیوں کے ہاتھ آیا۔ مگر اتنا پتہ لگ گیا ہے کہ بہت سی توپیں۔ کلدار اتواپ۔ بندوقیں اور سامان حرب ان کے قبضہ میں آیا۔ قیدیوں میں کئی کمانڈر بہت سے دیگر افسر اور ہزارہا جنگی جوان ہیں۔ تمام علاقہ قاف ترکوں سے بھر اٹپڑا ہے جو بے چون و چرا اطاعت قبول کرتے جاتے ہیں۔

دریائے ناریو کے بالائی محاذ پر جنگ جاری ہے دشمن خاص شدت سے حملہ کر رہا ہے۔ برطانی جہاز کی فہرست نقصان مورخہ ۱۶۔ ۱۷ و ۱۸ اگست طویل ہے۔ افسوس!۔ ۱۹۔ اگست کو غنیم نے نارویے کا میں سمر ڈبو دیا۔ [illegible] کچنر فرانس میں معائنہ افواج کو گئے ہیں۔ جرمن مراسلہ سرکاری کا بیان ہے کہ نوو مع قلعوں کے تسخیر ہو گیا مگر روسی کہتے ہیں کہ صرف دریائے نیمن کے بائیں کنارے والے قلعے غنیم نے لئے ہیں۔ نووجیورجیوسک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان - ۲۴ - اگست ۱۹۱۵ء

# آزادی کے متلاشی آ! میں تجھے بتاؤں

## شاہدِ مقصود کہاں ملتا ہے؟

"نئی روشنی" یا "تہذیب" کے فدائی - حریت پسندی و ملت پرستی کے شیدائی - تو نے "آئین" "شائستگی" کے بہت گن گائے - خانہ ساز زندہ دلی پر بڑی مدت تک مرتا رہا - فرضی آزادی کے خیال خام پر بہت فریفتہ رہ چکا - تو ہی اپنے ایمان سے نہیں نہیں اپنے کانشنس (ضمیر) سے مشورہ کر کے جواب دے کیا تیری روح نے ایک دن بھی اس طریق زندگی سے تسلی پائی؟ کیا تیرے قلب کو ایک لمحہ بھی اپنی مزعومہ آزادی کے لا انتہا ہی جکڑ بندوں میں سچی تسکین حاصل ہوئی - کیا کبھی لحظہ بھر بھی تجھ کو فیشن - خودداری اور بے شمار مراسم "روشن خیالی" کی ادھیڑ بن میں حقیقی آرام نصیب ہوا؟ مجھے امید نہیں کہ تو سچائی کو دوست رکھتا ہوا ان سوالوں کا جواب اثبات میں دے سکے - اور اس نام نہاد آزادی کی حمایت کر کے سرخ رُو ہو سکے ۔

تیری قمیص کے کف یا کالر میں خفیف سا نقص ہو تو تیرا دل بے چین رہتا ہے - جب تک کہ وہ نقص رفع نہ ہو جائے تیرے بوٹ سوٹ میں کوئی ذرا سی بات بھی فیشن کے خلاف ہو تو حلقۂ احباب میں شامل ہوتے ہوئے تو اس طرح جھینپتا ہے جیسے کوئی عیب دار انسان لوگوں کو منہ دکھاتا ہوا شرماتا ہے اگر سوسائٹی کے خلاف دستور کوئی ادنےٰ فروگذاشت تیرے طرز عمل میں پائی جائے تو ہم چشموں میں تیری ساری شیخی کرکری ہو جاتی ہے کوئی سیدھا سادہ غریب بھائی تیرے محبوب آئین معاشرت کی بزرگداشت سے عہدہ برآ نہ ہو سکے تو خواہ وہ اپنے دم سے کیسا ہی نیک شریف اور قابل قدر انسان ہو مگر تو اس مسکین سے بیزار ہو کر اپنے اخلاقی فرض کو بھی بالائے طاق رکھ دیتا ہے تیری فطری حمیت اور شریفانہ غیرت اُن حیاسوز آداب "تہذیب و تمدن" کو جو اہل تدبیر نے تمام آسمانی تعلیمات کو پس پشت ڈالکر آپ ہی اپنے گلے کا ہار بنا لئے ہیں - خواہ کتنی ہی بیزاری و ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتی ہو - مگر تو مجبور ہے کہ اس معاملہ میں دم نہیں مار سکتا - اگر ذرا بھی قومی رسم و رواج کے خلاف لب ہلائے تو اپنے بیگانے سب کے سب تجھے نکو بناتے اور تیری نسبت اظہار ناراضی کا ووٹ پاس کرتے ہیں تیری ہستی کا ذرہ ذرہ گواہی دے رہا ہے - اور تیرا ضمیر بھی اس پر بلا تذبذب صاد کرتا ہے کہ تمام کائنات کا خالق و مالک - متصرف و مدبر بالارادہ ایک ہی قادر مطلق ہے - لیکن آہ! تو اس لا تبدیل صداقت کے اقرار میں بھی اخلاقی جرأت سے کام نہیں لے سکتا - تو دیکھتا ہے کہ اس سچائی کے خلاف ایک حرف بھی زبان پر لانا سراسر ضمیر کا خون کرنا ہے مگر افسوس تو آج تک اسی کا خوگر رہا کہ تین کو ایک اور ایک کو تین خود بھی کہے اور دوسروں کو بھی اسی کی تعلیم دے تو جانتا ہے کہ خدا بھی ہو اور بندہ بھی - یہ ایک لغو خیال ہے - عبودیت اور معبودیت کی حدود اب صاف صاف ظاہر ہو چکی ہیں - پر تو اس معمے کو حل کرنے کی جانب مطلق توجہ نہیں کرتا - کیونکہ اُس "آزادی و تہذیب" کے بے شمار خرخشے تجھ کو اِدھر آنے کی مہلت ہی کب دیتے ہیں؟

پیارے تو مغربی ہے یا مشرقی - ہندی ہے یا سندھی مصری ہے یا رومی - میں تجھے کمال دلسوزی و شفقت سے کہتا ہوں کہ یہ آزادی نہیں ہے جسے تو اب تک غلطی سے آزادی سمجھ رہا - دُنیا کے اعلیٰ تاجداروں کو کیا بات ہے جو حاصل نہیں ہوتی کونسی نعمت ہے جسے وہ ترستے ہوں - کونسا اہم سے اہم مقصد ہے - جس پر انہیں دسترس نہ ہو؟ ایک سطحی خیال کا انسان ضرور یہ جواب دیگا کہ ان کی ہستی ہر پہلو سے قابل رشک ہے - اور تمام حاجات و خدشات سے مامون و مستغنی - عالم امکان کی کوئی شے کوئی بات ان کے واسطے اَن ہونی یا وقت طلب نہیں - مگر واللہ یہ خیال بھی محتاج اصلاح ہے - کیونکہ ان کی زندگی کے بہتیرے پہلو ایسے اندیشناک ہوتے ہیں کہ رُوح کو مجروح کر دینے والے وہ خطرات معمولی بس پیر بس انسانوں کو عمر بھر بھی پیش نہ آتے ہونگے - یہ کیوں؟ اسی لئے کہ وہ بھی اسی نام نہاد آزادی کے دام تزویر میں پھنسے ہوئے اور بات بات میں اس کے غلام ہیں - ذرا انصاف سے کہنا بھلا یہ بھی کوئی آزادی ہے کہ بغیر سنگین پہرہ چوکی کے بیچارے نہ کہیں آ جا سکتے ہیں نہ اپنے گھروں تک میں شبانہ روز زندگی بسر کر سکتے ہیں - برخلاف اس کے ایک انبیاء (علیہم السلام) ہوتے ہیں - کہ خواہ وجاہت دنیوی کے بندے ان سراسر گندے اور دل کے اندھے انہیں معاذ اللہ کمترین خلائق بے کس بے بس ناچار بے یار و مددگار سمجھا کریں مگر وہ چونکہ زمینی اسباب پرستوں کی طرح کسی خانہ ساز جکڑ بند کے مقید نہیں ہوتے اسواسطے اپنے مولیٰ کے سایۂ حفاظت میں بڑی آزادی سے کھلے بندوں جہاں چاہیں بے دھڑک چلے جاتے ہیں - اور کوئی ان سے آنکھ نہیں ملا سکتا یہ کیوں؟ اس لئے کہ سب سے ایک شوکت و جلال والی مقتدر ہستی ان کی پشت و پناہ؛ وہ صرف اسی ایک سے ڈرتے اور باقی تمام دنیا و مافیہا سے بے کھٹکے رہتے ہیں تمام خدا کے پیارے مرسلوں نے اسی انداز سے زندگی بسر کی اور اسی کا دوسری مخلوق کو سبق دیا - اسلام اُن سب کی تہذیب تھی وہی ان کا تمدن اُسی کے اُصول و احکام کے ماتحت وہ خاطر خواہ آزادی کے لطف اٹھاتے تھے جسے کچھ شک و شبہ ہو وہ ایک ایک بات میں مقابلہ کر کے دیکھ لے کہ آیا سچی آزادی اسلام دیتا ہے یا ابنائے زماں کی نام نہاد شائستگی؟ جس کے ناقابل برداشت بوجھوں سے دبتے دبتے تنگ آ کر اب خود وہ قومیں بھی اس سے بیزار ہوتی جاتی ہیں - جن کو کل تک اس پر فخر تھا ۔

دنیا کو تاریکی و گمراہی کے غار سے نکالنے فضولیات کے بار گراں سے چھٹکارا دلانے - تباہ کن قیود سے بچانے اور حقیقی آزادی کی سیدھی راہ دکھانے کے لئے ہمیشہ خدا کے پاک فرستادے آتے رہے - اور الحمد للہ کہ ہمارے زمانہ میں بھی **مسیح موعود**ؑ کا پاک وجود اسی غرض سے ظہور فرما ہوا - مبارک ہیں وہ جو اسے قبول کر کے تمام غموں سے رستگاری حاصل کرتے - اور دنیا و مافیہا کی ساری تکلیفات اور لایعنی تکلفات سے آزاد ہو جاتے ہیں - پس اے سچی آزادی روشنی اور شائستگی کے متلاشی آ کہ دنیا کے پردہ پر آج یہی **ایک وسیلہ** ہے اِن نعمتوں سے بہرہ ور ہونے کا۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

# ترقی اسلام کیلئے ایک اپیل

امید دین رواں گرداں امید تو روا گردد
ز صد نومیدی و یاس و الم رحمت شود پیدا

اللہ تعالٰے کے فضل سے ترقی اسلام کا کام حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی دعا اور کوشش کی برکت سے روز افزوں ترقی پر ہے۔ نہ صرف ہندوستان کے اندر تبلیغ کا کام بڑی سرگرمی سے ہو رہا ہے بلکہ ہندوستان کے باہر بھی احمدیہ انجمنیں قائم ہو گئی ہیں جنہوں نے اپنا کام باقاعدگی سے شروع کر دیا ہے۔ اور خدا تعالٰے نے ان کے اندر ایک جوش کی روح پھونک دی ہے **سیلون** میں انجمن احمدیہ قائم ہو گئی ہے **مارشیس** میں احمدیہ انجمن کی بنیاد ڈالدی گئی ہے۔ ولایت میں احمدیت کی اشاعت ہو رہی ہے۔ فالحمد للہ علٰے ذالک

اور اللہ تعالٰے کا فضل ہے کہ ان سب نو احمدیوں میں بڑا جوش اور اخلاص پایا جاتا ہے۔ تین مبلغ تو پہلے ہی غیر ممالک میں کام کر رہے ہیں۔ اب ضرورت ہے کہ بعض اور مبلغ باہر بھیجے جاویں چودہری صاحب کو ولایت میں کام کرتے ہوئے تیسرا سال جا رہا ہے اب ضرورت ہے کہ ان کی امداد کے لئے ایک اور مبلغ بھیجا جاوے تاکہ کچھ عرصہ وہ ان کے ساتھ کام کر کے تجربہ حاصل کرے تو چودہری صاحب تھوڑے عرصہ کے لئے واپس ہندوستان میں آسکیں اور ان کی غیر حاضری میں یہ دوسرا مبلغ ان کا کام جاری رکھ سکے اس غرض کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح نے قاضی عبد اللہ صاحب بی۔ بی۔ ٹی کو منتخب فرمایا ہے جو ستمبر کے ابتدا میں انشاء اللہ تعالٰے روانہ ہو جاوینگے۔ ان کی روانگی کے لئے بہت روپیہ کی ضرورت ہے ایسا ہی سیلون کے احمدی اپنے ملک کے لئے ایک مبلغ طلب کر رہے ہیں ان کا ارادہ وہاں ایک انگریزی مدرسہ کھولنے کا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ جو مبلغ وہاں جائے وہ تعلیم اور عام تبلیغ کے ذریعہ احمدیت کی اشاعت کرے اس غرض کے لئے ایک صاحب جو بی اے پاس اور تبلیغ کا بہت جوش رکھتے ہیں تجویز کئے گئے ہیں ایسا ہی حضرت خلیفۃ المسیح کا بعض مشرقی ممالک میں بھی مبلغ روانہ کرنے کا ارادہ ہے اور اس کام کے لئے بھی ایک قابل اور مستعد انگریزی تعلیم یافتہ نوجوان جو کئی سال سے قادیان رہتا ہے منتخب کیا گیا ہے ان کاموں کے لئے روپیہ کی بہت ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ چھپوانے کے لئے آج کل ہی میں انشاء اللہ تعالٰے مکرمی مفتی محمد صادق صاحب کو مدراس روانہ کیا جائیگا تا یہ کام اللہ تعالٰے کی مدد کے ساتھ جلدی انجام پذیر ہو جاوے مفتی صاحب مدراس میں علاوہ ترجمہ کی چھپوائی کے تبلیغ کا کام بھی کرینگے۔ اس کام کے لئے بھی بہت روپیہ کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جس طرح کا ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح چھپوانا چاہتے ہیں اس کے لئے بہت سرمایہ درکار ہوگا پھر بہت سے چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ ہزاروں کی تعداد میں چھاپنے کی ضرورت ہے۔ جن میں سے بعض پریس میں بھیج بھی دیئے گئے ہیں انکے لئے بھی روپیہ کی ضرورت ہے۔ علاوہ ان اخراجات کے انجمن ترقی اسلام کا مستقل ماہوار خرچ بھی مبلغین مدرسین اور دیگر اغراض کے لئے بڑی معقول رقم ہوتی ہے۔ مگر اس مستقل خرچ کے علاوہ وہ فوری اخراجات درپیش ہیں جنکا ذکر میں نے اوپر کیا ہے اس لئے روپیہ کی **سخت ضرورت** ہے۔ موجودہ فنڈ میں ان اخراجات کی گنجائش بالکل نہیں۔ پس میں احمدی احباب کی توجہ ان فوری ضروریات کی طرف پھیر کر ان کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ فوراً ان ضروریات کے لئے روپیہ بھیجنے کی کوشش کریں۔

بے شک ان اخراجات کا بہم پہنچانا ایک بھاری کام ہے مگر ؏
خدا خود میشود ناصر اگر ہمت شود پیدا۔

اس اپیل کے ساتھ میں یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کا اثر احمدی احباب کے ان چندوں پر ہرگز نہیں پڑنا چاہیئے جو وہ مستقل طور پر صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں بھیجتے ہیں صدر انجمن کو خود بھی اس وقت روپیہ کی ضرورت ہے اور سخت ضرورت ہے۔ اس لئے جہاں احباب ترقی اسلام کے کام کے لئے چندہ بھیجنے کی کوشش کریں وہاں صدر انجمن احمدیہ کے مطالبات کو فراموش نہ کر دیں۔

اگر احباب ان موعودہ رقموں کی ادائیگی کیطرف بہت جلد توجہ کریں جن کے ادا کرنے کا وہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر وعدہ کر گئے تھے۔ تو خدا کے فضل سے یہ دقت دور ہو سکتی ہے۔

اس موعودہ رقم میں ۲۴ ہزار روپیہ ترقی اسلام کا ہے جس میں سے کچھ حصہ وصول ہو چکا ہے مگر بڑا حصہ باقی ہے۔ موجودہ فوری ضروریات کو مدنظر رکھکر حسب منشائے حضرت خلیفۃ المسیح یہ تجویز کی گئی ہے کہ اس موقعہ پر جو چندہ انجمن ہائے احمدیہ بھیجیں اسکو موعودہ چندہ میں شامل کریں اور روپیہ بھیجتے وقت کوپن پر یہ الفاظ لکھدیں۔ "موعودہ چندہ برائے ترقی اسلام" اور تا اطلاع ثانی ایسا ہی کریں۔ یعنی جب وہ موعودہ رقم جس کے ادا کرنیکا وہ سالانہ جلسہ پر وعدہ کر گئے تھے۔ محاسب صاحب کے نام روانہ کریں تو اس میں یہ لکھدیں کہ یہ موعودہ رقم ہے جو ترقی اسلام میں دی جائے۔ جب ترقی اسلام کا حصہ پورا ہو جائیگا۔ تو اس وقت انجمنوں کی اطلاع کے لئے یہ اعلان کر دیا جائیگا۔ کہ اب ترقی اسلام کی رقم پوری ہو چکی ہے۔ اس کے بعد موعودہ چندہ کا جو روپیہ آئے گا۔ وہ سارے کا سارا صدر انجمن کے خزانہ میں داخل ہوگا۔ چونکہ ترقی اسلام کے لئے اس وقت فوری اخراجات کی ضرورت ہے۔ اس لئے یہ تجویز کی گئی ہے احباب فوراً توجہ فرماویں اور جن احباب کی طرف سے کوئی رقم موعودہ مقرر نہیں ہے وہ یکمشت چندہ بھیجکر امداد کریں۔ اور احباب کے لئے ضروری ہے کہ جیسا انہوں نے صدر انجمن احمدیہ کے لئے مستقل چندہ اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ اسی طرح اس چندہ کے علاوہ ترقی اسلام کے لئے بھی ایک مستقل چندہ مثلاً اپنی آمد میں سے ایک پیسہ فی روپیہ کے حساب سے ایک رقم مستقل اپنے ذمہ لیکر ماہوار یا فصل کے موقعہ پر ترقی اسلام کے فنڈ میں بھیجدیا کریں۔ بالآخر میں حضرت مسیح موعود کی مندرجہ ذیل دعا کے ساتھ اس درخواست کو ختم کرتا ہوں۔

کریما صد کرم کن بر کسے کو ناصر دین است
بلائے او بگرداں گر گہے آفت شود پیدا۔ (آمین)

شیر علی عفی اللہ عنہ
سکریٹری ترقی اسلام قادیان

---

**ناظرین کرام!** آپکا الفضل کوئی تجارتی اخبار نہیں۔ اس کا مقصد محض دین حق کی حمایت و اشاعت ہے اسی لئے گذشتہ دو سال میں قریباً ۴ ہزار روپیہ اس پر محترم مالکان گرہ سے لگا چکے ہیں پھر بھی جب تک اس کی آواز دور دور نہ پہنچے دعوت الی الخیر کا پاک مشن کیونکر خاطر خواہ فروغ پا سکتا ہے؟ اسی لئے ہر ایک غیور احمدی کو الفضل کی اشاعت بڑھانیکا فکر ہونا چاہیئے۔

(مینیجر)

۳ اس کا ترجمہ غیر ممالک میں بھیجا گیا تھا۔ جو مقبول ہوا ہے۔ اور لوگوں نے اسے بہت پسند کیا ہے۔ یہ ترجمہ اپنی طرز میں بالکل نرالا ہے۔

# حضرت خلیفۃ المسیح کا مکالمہ ایک دہریہ سکھ صاحب سے

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے ایک دہریہ سکھ کے ساتھ پچھلے دنوں جو گفتگو فرمائی وہ چونکہ پنجابی میں تھی اس لئے اچھی طرح ضبط تحریر میں نہ آسکی۔ اور اسی وجہ سے اس کی اشاعت میں اتنی تاخیر ہوئی۔ تاہم جو کچھ لکھا جا سکا اُسے اُردو جامہ پہنا کر ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے:۔

(رپورٹر الفضل)

**سکھ صاحب** نے سب سے پہلا سوال یہ کیا کہ ہم کسی کی عبادت کیوں کریں؟ اس کی ضرورت کیا ہے؟

**حضرت خلیفۃ المسیح**:۔ پیشتر اس سے کہ میں آپ کے سوال کا جواب دوں۔ یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ آیا کوئی ایسی ہستی ہے بھی جس کی عبادت کی جائے یا نہیں۔ اگر وہ ہستی ثابت ہو گئی تو عبادت کرنے کا سوال خود بخود حل ہو جائیگا اسے تو آپ بھی سمجھتے ہوں گے کہ دنیا کے تمام مذاہب کی بنیاد کچھ عقائد پر ہے۔ اور ہر مذہب والا اپنے نزدیک اپنے اعتقادات کے متعلق کچھ نہ کچھ دلائل بھی رکھتا ہے۔ میرا تعلق چونکہ قرآن شریف سے ہے۔ مجھے اپنے عقائد کے متعلق اسی سے بتانا ہوگا۔ دیگر مذاہب والوں کا بھی یہی فرض ہے کہ اپنے کسی عقیدہ کے ثبوت میں اپنی مذہبی کتاب سے دلائل پیش کریں۔ لیکن اگر وہ نہیں کر سکتے تو میں ان کا ذمہ وار نہیں۔ البتہ اس طرح یہ ضرور پتہ لگ جائیگا کہ ان کے مذہب ناقص ہیں۔ میں چونکہ مسلمان ہوں اس لئے میں اسلام کے بیان کردہ دلائل دونگا۔ اور قرآن شریف سے دونگا۔ اس کے بعد یہ سوال حل ہو جائے گا کہ عبادت کیوں کی جائے۔ اور اس کی کیا ضرورت ہے؟

**سکھ**۔ آپ قرآن شریف سے جو دلائل دینگے وہ میرے لئے کس طرح قابل سند ہو سکتے ہیں؟ جبکہ میں قرآن کو مانتا ہی نہیں

**حضرت**۔ ہر ایک مدعی اپنے دعوی کے متعلق کچھ ایسے دلائل رکھتا ہے جو اس کے نزدیک درست ہوتے ہیں۔ ہاں ان کا دوسرے کے سامنے درست یا غلط ہونا دوسری بات ہے۔ اور اس کا فیصلہ کرنا سننے والے کے اختیار میں ہوتا ہے قرآن شریف بھی دعوے کرتا ہے کہ **خدا** ہے۔ لیکن اس کے منوانے کے لئے یہ نہیں کہتا کہ چونکہ میں کہتا ہوں۔ صرف اسی وجہ سے مان لو۔ بلکہ وہ اس کی ہستی کے دلائل بھی دیتا ہے۔ پس اگر قرآن شریف کے دلائل صحیح اور درست ہیں تو ان کے ماننے سے کسی بڑے سے بڑے ریشنلسٹ کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ صحیح دلیل وہی ہوتی ہے جو دوسروں پر حجت ہو اسے دلیل نہیں کہا جا سکتا۔ جو صرف کہنے والے کے اپنے نزدیک درست ہو یہ کہنا کہ فلاں بات میں کہتا ہوں اس لئے مان لو۔ دلیل دینا نہیں بلکہ اپنا دعوے منوانا ہے اگر کوئی مذہب کوئی دعوے کرتا ہے تو اس کا فرض ہے کہ اس کے دلائل بھی دے۔ اور جس طرح ہر ایک فرد کا فرض ہے کہ اپنے دعوے کے اثبات کے لئے دلائل دے۔ اسی طرح مذہب کا بھی فرض ہے۔ لیکن اگر کوئی مذہب اپنے دعووں کے ثبوت میں دلائل نہیں دیتا۔ تو اس کا کیا حق ہے کہ لوگوں سے اپنا آپ تسلیم کروائے اور کیوں لوگ اسے قبول کریں؟ اسی طرح اگر اسلام ایسے دلائل نہیں دیتا۔ جنھیں لوگ مان سکیں تو وہ اُسے کیوں مانیں؟

میں نے جو قرآن شریف کو دلائل کے لئے پیش کیا ہے۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جو مذہب کوئی دعوے کرتا ہے۔ اور دلائل نہیں دیتا۔ اور دلائل کے لئے انسانوں کا محتاج ہو وہ سچا نہیں ہو سکتا۔ دوسرے میری یہ بھی غرض ہے کہ آپکو قرآن شریف کے دلائل سے خدا تعالیٰ کا ثبوت دیکر جہاں اس کی ہستی بتاؤں۔ وہاں ساتھ ہی یہ بھی ثابت کر دوں کہ اسلام سچا مذہب ہے۔ اور اپنی سچائی کے خود دلائل رکھتا ہے نہ کہ اوروں کا محتاج ہے۔ اس کے لئے سب سے بہتر طریق یہی ہے کہ میں آپ کو قرآن شریف سے دلائل دوں۔ لیکن آپ یہ نہ سمجھیں کہ میں آپ کو ان کے ماننے کے لئے اس طرح مجبور کرونگا۔ کہ چونکہ قرآن شریف کہتا ہے اس لئے ضرور مان ہی لو۔ بلکہ میں ایسی دلیل دوں گا جو آپ کو ماننی پڑے گی۔ اور آپ کا دلی اطمینان کرتا جاؤنگا۔

اوّل یہ دیکھنا چاہیئے کہ مذاہب خدا تعالیٰ کو کیا پیش کرتے ہیں آیا خدا کو کسی بڑے پہاڑ یا بڑے دریا یا بڑے درخت کی طرح کا بتاتے ہیں یا کسی اور طرح کا؟ یہ بات تو صاف ظاہر ہے کہ اس طرح کا نہیں کہتے۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ خدا ایک ایسی ہستی ہے جو ہر ایک چیز کا علم رکھتی ہے۔ باریک در باریک حکمتوں سے واقف ہے۔ سب سے زبردست اور طاقتور ہے۔ تمام دنیا کا نظام اسی سے چل رہا ہے تو ان باتوں کے ثبوت کے لئے اسی قسم کے دلائل کی ضرورت ہے۔ مثلاً اگر کوئی کہے کہ فلاں آدمی ہے۔ اور جب اس سے ثبوت مانگا جائے تو کہے گا کہ چونکہ اس میں بھی آدمیوں کی سی صفات پائی جاتی ہیں اسلئے آدمی ہے۔ اور اگر لکڑی ہوگی تو لکڑی کے صفات بتائیگا اسی طرح خدا تعالیٰ کے متعلق سمجھ لیجئے۔ اگر کوئی اسے پہاڑ یا لکڑی وغیرہ کی طرح کہتا ہے تو ہمیں اس کی طاقتیں معلوم کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور نہ ہم اس سے اس قسم کا کوئی ثبوت مانگیں گے لیکن اگر وہ اس کی طاقتیں علم۔ حکمت۔ عمل۔ قدرت وغیرہ بتاتا ہے تو ہم کہیں گے کہ ان طاقتوں کو ثابت کر دو۔ چونکہ تمام مذاہب والے ایک ایسی ہستی کے قائل ہیں جو بے جان نہیں بلکہ طاقتوں اور قدرتوں والی ہے اس لئے اس کا ثبوت بھی ایسا ہونا چاہیئے جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ اس کی حکمت اس کی طاقت اس کی قدرت اس کا علم انسانوں کے علم و حکمت وغیرہ سے بہت بڑھ چڑھ کر ہے تب جا کر ہم اُسے خدا مانینگے۔ اس کے لئے ہم قرآن شریف کو لیتے اور دیکھتے ہیں کہ آیا وہ خدا تعالیٰ کی ہستی کی کوئی دلیل دیتا ہے یا نہیں۔ اور اگر دیتا ہے تو دنیا اُسے مان سکتی ہے یا نہیں۔ دیکھئے میں آپکے سامنے ایک آدمی بیٹھا ہوں۔ آپ کو کس طرح معلوم ہوا کہ میں آدمی ہوں اسی طرح کہ میں آدمیوں کی طرح بولتا دیکھتا ہوں۔ اور وہی صفات مجھ میں پائی جاتی ہیں جو آدمیوں میں ہوتی ہیں۔ لیکن اگر ایک آدمی پردے کے پیچھے بیٹھا ہوا باتیں کر رہا ہو تو آپ کس طرح اُسے پہچانینگے کہ آدمی ہے؟ اس کی باتوں کے اثر سے کیونکہ وہ خود تو نظر نہیں آتا۔ تو ایک چیز کے معلوم کرنے کے لئے کئی ایک طریق ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک چیز ہے کوئی کہے دکھا دو تو ہم اُسے دکھا دینگے۔ لیکن اگر میں یہ کہوں کہ سوٹا ٹھوس ہے، تو آپ یہ کبھی نہ کہیں گے کہ مجھے اس کا ٹھوس ہونا آنکھوں سے دکھا دو۔ بلکہ یہی کہیں گے کہ چھو کر دیکھ لینے دو۔ اسی طرح ایک پھول ہو میں کہوں اس میں بڑی اعلیٰ درجہ کی خوشبو ہے تو آپ یہ نہیں کہیں گے کہ مجھے خوشبو دکھا دو بلکہ یہی کہو گے کہ سنگھا دو۔ اسی طرح عمدہ آواز ہے۔ اس کی نسبت آپ نہ

کہیں گے کہ سنگھا دو بلکہ یہی کہیں گے کہ سُنا دو۔ اسی طرح ایک
چیز کڑوی یا میٹھی ہے تو آپ یہ نہیں کہیں گے کہ سُنا دو بلکہ
یہی کہیں گے کہ چکھا دو۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ مختلف
چیزوں کے معلوم کرنے کے لئے مختلف طریق ہوتے ہیں
بعض لوگ کہتے ہیں ہمیں خدا کو آنکھوں سے دکھا دو تو ہم مانینگے
ایسے لوگوں کو ہم کہتے ہیں۔ کیا تم ہر ایک چیز کو دیکھ کر ہی مانتے
ہو۔ نہیں بلکہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن کو اور طریق سے
بھی معلوم کرتے ہو۔ اور ان کے قائل ہو۔ پھر خدا کیلئے
کیوں کہتے ہو کہ آنکھوں سے ہی دکھا دو تو مانیں گے۔ بعض باتیں
ایسی ہیں۔ جن کو ان حواس ظاہری سے معلوم نہیں کیا جاتا
بلکہ اور طرح بھی ماننا پڑتا ہے۔ مثلاً لنڈن ایک شہر ہے
جسے آپ نے نہ دیکھا نہ سونگھا نہ چھوا اور نہ چکھا۔ بلکہ لوگوں
سے سُنکر مانا ہے ۔

**سکھ۔** میں نہیں مانتا کہ لنڈن کچھ ہے ۔

**حضرت۔** آپ یُوں انکار کر دیں تو اور بات ہے لیکن یہ کوئی
ایسی بات نہیں جس کا انکار ہو سکے۔ اگر آپ یہ کہیں کہ لنڈن
کا جو طول و عرض یا مکانات کی وضع قطع وغیرہ بتائی جاتی ہے
ممکن ہے ایسی نہ ہو لیکن لنڈن کے وجود سے آپ انکار
نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہ اس طرح ثابت ہو چکا ہے کہ اس کے
متعلق کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ اچھا اگر آپ
نہیں مانتے تو نہ مانئے۔ قرآن شریف کی دلیل سُن لیجئے۔ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے:۔ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار
وھو اللطیف الخبیر۔ خدا کوئی ایسی ہستی نہیں جو ان
آنکھوں سے نظر آ سکے بلکہ وہ خود انسانوں تک پہنچتا ہے
یعنے آثار اور شواہد سے نظر آتا ہے کیونکہ وہ لطیف اور خبیر
ہے یہ اس لئے بتایا کہ بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ
ہمیں خدا دکھاؤ۔ قرآن شریف کہتا ہے کہ جب خدا کی ایسی
صفات ہیں تو چاہیئے کہ اس کا ثبوت بھی ان سے ہی ملے نہ کہ
کسی مجسم چیز کی طرح لوگوں کے سامنے آجائے۔ چنانچہ اس کا
ثبوت یہ ہے کہ لا یعلم من فی السموات والارض الغیب
الا اللہ۔ کوئی انسان زمین و آسمان کی باتوں کے متعلق
غیب کا علم نہیں رکھتا۔ مگر اللہ ہی رکھتا ہے۔ انسان کو تو
اپنی حالت کا بھی پتہ نہیں ہوتا۔ چہ جائیکہ غیب کے متعلق خبر
رکھ سکے۔ اور پھر انسان میں یہ بھی قدرت نہیں کہ وہ
باتیں جو قانون قدرت میں ناممکن ہیں انکو کر دے۔ لیکن خدا تعالیٰ
اپنے ثبوت کے لئے اپنے برگزیدہ بندوں کے ذریعہ ایسی باتیں
بتاتا ہے جو انسانی طاقت سے بالاتر ہوتی ہیں تاکہ دیکھنے والے
دیکھ کر سمجھ لیں کہ واقعہ میں ایک ایسی ہستی ہے جو سب طاقتیں
رکھتی ہے ۔

**سکھ۔** چونکہ انسانی طاقت کی اس طرح حد بندی نہیں کی
جا سکتی کہ اب اس سے بالاتر نہیں جا سکتی۔ اور محدود ہو گئی
ہے۔ اس لئے کوئی بات انسانی طاقت سے باہر بھی نہیں کہہ
سکتے۔ آپ کو معلوم ہو کہ پہلے زمانہ میں ہوا پر اُڑنا بیجان
چیزوں سے آواز کا نکلنا غیر ممکن تھا۔ لیکن اب ہوائی
جہازوں اور فونوگرافوں نے یہ ممکن کر دیا ہے ۔

**حضرت۔** ہم مانتے ہیں کہ بعض وہ باتیں جو پہلے معلوم نہ
تھیں۔ اب معلوم ہو گئیں اور ہو رہی ہیں۔ لیکن اس کے
متعلق یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جس قدر انسانی کام ہو رہے
ہیں وہ اسباب کے ذریعہ ہو رہے ہیں۔ اور کوئی ایسا کام نہیں
جو انکے بغیر انجام پا رہا ہو۔ اس سے ہمیں یہ پتہ لگتا ہے کہ دنیا
پر واقع ہونیوالی باتیں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک وہ جو انسانی
طاقت اور قدرت میں ہیں۔ اور دوسری وہ جو اس سے بالاتر
ہیں۔ اسلئے ہم بعض باتوں کی نسبت تو کہہ سکتے ہیں کہ یہ
انسانی طاقت سے بالاتر نہیں۔ اور ممکن ہے کہ انہیں کوئی اور
بات نکل آئے۔ لیکن بعض ایسی ہیں جن کی نسبت یقینی طور
پر کہا جا سکتا ہے کہ اب ان میں تغیر نہیں ہو سکتا۔ اور ممکن
ہے کہ ان باتوں میں کچھ کمی ہو سکے۔ مثلاً ثابت ہو گیا ہے کہ
پانی مفرد نہیں بلکہ مرکب ہے۔ اب یہ تو ممکن ہے کہ وہ اجزاء
جن سے پانی مرکب ہے۔ اور اجزاء میں منقسم ثابت ہو جائیں۔
لیکن یہ ناممکن ہے کہ پانی پھر مفرد ثابت ہو سکے تو اس سے
ثابت ہوا کہ دنیا کی تمام اشیاء ایسی نہیں جن کی نسبت یہ
کہا جا سکے کہ ممکن ہے۔ ان میں تغیر ہو جائے۔ پس اگر
ایسی باتوں میں جن کے متعلق فتوے مل چکا ہو کہ تغیر نہیں
ہو سکتا۔ انسانی طاقتوں سے بالاتر قدرت نمائی کا جلوہ نظر
آئے۔ تو مان لینا چاہیئے کہ یہ خدا ہی کا کام ہے ۔

خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ جو لوگ میرے
احکام پر چلیں گے۔ میں ان پر اپنی قدرت کی جلوہ نمائی کروں گا
ان کو آیندہ کے لئے اخبار دُوں گا۔ ان کی خبریں نجومیوں
کی سی نہ ہونگی۔ بلکہ اپنے اندر ایک شوکت و جلال رکھنے والی ہونگی
میرے ان فرمانبردار بندوں کے جو مخالف ہونگے انکو تباہ و برباد
کرونگا۔ اور انھیں کامیاب کرونگا۔ پس اگر کسی انسان کے متعلق
یہ باتیں سچی ثابت ہو جائیں تو خدا تعالیٰ کی ہستی کی یہ ایک دلیل بھی
چاہیئے ۔

**سکھ۔** ایسی باتیں بائی چانس (اتفاقاً) ہو جاتی ہیں ۔

**حضرت۔** جو بات تواتر سے ثابت ہو اُسے بائی چانس نہیں کہا
جا سکتا۔ مثلاً آگ جلاتی ہے۔ اس لئے جہاں بھی اور جب بھی
اس میں کوئی ہاتھ ڈالیگا جلائیگی۔ اگر کسی کا ہاتھ جل جائے۔ تو یہ
نہیں کہا جائے گا کہ آگ نے بائی چانس جلا دیا ہے۔ اسی طرح
خدا تعالیٰ قاعدہ کلیہ کے طور پر بیان فرماتا ہے کہ مجھ سے تعلق
رکھنے والے ہمیشہ ایسے ہوتے رہے ہیں۔ اور ہوتے رہینگے
جن پر میں اپنی قدرت نمائی کرتا ہوں اسلئے اُسے بائی چانس
نہیں کہا جا سکتا پھر اگر ہر مذہب و ملت کے لوگ اسی طرح کامیاب ہو
سکتے ہیں تو بائی چانس کہا جا سکتا ہے لیکن جب یہ خصوصیت
صرف اسلام میں ہی پائی جاتی ہے اور کسی دوسرے مذہب میں
نہیں تو لامحالہ اُسے ایک صداقت تسلیم کرنا پڑے گا۔ اسلام
یہ دعوےٰ کرتا ہے کہ میں سچا مذہب ہوں اور میں تمہیں کہتا ہوں
کہ خدا کو مانو۔ اور اسکا ثبوت یہ دیتا ہے کہ مجھے قبول کرنے
والوں کے ذریعہ ایسی قدرت نمائیاں ہوتی ہیں جو خاص طور پر
مجھ سے ہی تعلق رکھتی ہیں۔ اور جو انسانی طاقت سے بالاتر ہیں اگر
اسلام کی یہ بات سچی ثابت ہو جائے تو پھر تسلیم کرنا پڑیگا کہ واقعہ
میں اسلام سچا ہے اور جو کچھ وہ کہتا ہے وہ بھی سچ ہے ورنہ کیا
وجہ ہے کہ اس کے ماننے والوں پر ان باتوں کا ظہور ہوتا ہے۔ جو
اسباب ظاہری سے بالاتر ہوتی ہیں۔ مثلاً دُعا کا مسئلہ ہے اسلام
کہتا ہے۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ خدا اپنے بندوں
کی دُعائیں قبول کرتا ہے۔ اور ایسی دُعاؤں کو قبول کرتا ہے جن کا
نیچر میں کوئی سامان نظر نہیں آتا بلکہ واقعات ان کے خلاف
راہ نمائی کرتے ہیں۔ یہ بات اگر کسی ایک شخص کے متعلق ہو تو
کہا جا سکتا ہے کہ اس نے کسی اپنی خوبی اور قابلیت سے اس
طرح کر لیا ہے۔ اس لئے یہ اسلام کی صداقت نہیں لیکن جب
صورت حال یہ ہو کہ جو کوئی اسلام میں داخل ہو جائے۔ اور
اس کے تمام احکام پر چل کر فاتبعونی یحببکم اللہ کا
مصداق ہو جائے۔ اسی سے خدا کا یہ سلوک ہوتا ہے۔ اور

جب کوئی اس سے علیحدہ ہو جائے تو یہ سلوک بھی نہیں رہتا۔ تو پھر یہ اتفاقی بات نہیں کہی جا سکتی۔ کیونکہ ایک سبب ہوتا ہے اور ایک اس کا مسبّب۔ اور ہو سکتا ہے کہ ایک سبب کے اتفاقیہ طور پر کوئی امر پیدا ہو جائے مگر جب صورت حال یہ ہو کہ جہاں یہ سبب ہو وہیں وہ بات پائی جائے تو سمجھا جائے گا کہ ایک متصرف بالارادہ ہستی ہے۔ جس کے ذریعے کام ہو رہا ہے اور پھر یہ جزئی بات نہیں رہے گی بلکہ ایک کلیہ ہو گا۔ اور یہ بائی چانس نہیں ہو گا بلکہ ایک قاعدہ مسلّمہ۔

اسلام نے اثبات کے لئے سب سے کامل نمونہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود پیش کیا ہے۔ اور آپ کی زندگی کے واقعات کو خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت قرار دیا ہے۔ لیکن کوئی کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی باتیں تو قصے کہانیاں ہیں۔ اسلئے خدا تعالیٰ اسلام کا زندہ ثبوت ہر زمانہ میں دیتا رہتا ہے۔ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی مجھ سے تعلق رکھتا ہے۔ میں اس سے کثرت کے ساتھ باتیں کرتا ہوں۔ اور اسے ایسی غیب کی باتیں بتاتا ہوں جو قومی تباہیوں یا قومی ترقیات کے متعلق ہوں۔ پس جب کوئی ایسا شخص دنیا میں پیدا ہو جو لوگوں کو بتائے۔ کہ اگر تم فلاں کام کرو گے۔ تو نقصان اُٹھاؤ گے اور فلاں کرو گے تو فائدہ پاؤ گے۔ اور یہ باتیں محالات اور نیچر کے خلاف ہوتے ہوئے بھی واقعہ میں اسی طرح ہو جائیں تو سمجھ لینا چاہیئے کہ اس انسان کو قبل از وقت علم دینے والی ضرور ایک ہستی ہے۔ اور وہ ایسی زبردست ہستی ہے کہ جس طرح خبر دیتی ہے اسی طرح ہوتا ہے۔ اگر اسلام ایسے انسان پیدا کرے کہ ان کا خدا سے تعلق ہو۔ اور وہ لوگوں کو ایسی باتیں بتائیں۔ جن میں خدائی قدرت اور جبروت پائی جائے تو ماننا پڑیگا کہ کوئی ایسی زبردست ہستی ہے جو علیم ہے کلیم ہے قادر و مقتدر اور متصرف بالارادہ سمیع و بصیر ہے۔ اور جس کا پتہ اسلام کے ذریعہ لگایا جا سکتا ہے۔ اسلام نے اس زمانہ میں ایک شخص پیدا کیا ہے۔ اُسنے آکر کہا کہ جس طرح قرآن شریف کہتا ہے اسی طرح کا میںنے اُسے پایا ہے۔ کوئی کہے یہ انسان یونہی کہتا ہے ثبوت کیا تو اس کا ثبوت یہ ہے کہ اس نے دعوے کیا کہ خدا نے مجھے کہا ہے کہ جو تیرا مقابلہ کریگا وہ ذلیل اور خوار کیا جائیگا۔ خواہ کوئی کتنا بڑا ہی کیوں نہ ہو پھر قبل از وقت ایسی اخبار اسے دی گئیں جو غیب کی ہیں اور ایسی ہیں جن میں اقتداری شوکت پائی جاتی ہے۔ اور جن کے دیکھنے والے اسوقت ہر مذہب کے لوگ موجود ہیں۔ خواہ وہ انکی کچھ ہی تاویں کریں لیکن پورا ہونے سے انکار نہیں کر سکتے۔ اور بعض خبریں اب بھی پوری ہو رہی ہیں۔"

آپ وہ انسان تو سمجھ گئے ہونگے۔ جس کے متعلق میں نے یہ باتیں بیان کی ہیں وہ **حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب** ہیں۔ اب میں ایک واقعہ کو مثال کے طور پر پیش کرتا ہوں۔ جس میں آپ کی قبولیت دُعا کا ثبوت ملتا ہے۔

یہاں ایک لڑکا عبد الکریم پڑھا کرتا تھا اس کو ایک ہلکا کُتّا کاٹ گیا اُسے علاج کے لئے کسولی بھیجا گیا لیکن کچھ عرصہ بعد اُسے ہلکا ہو ہی گیا۔ کسولی سے بذریعہ تار علاج پوچھا گیا تو جواب آیا کہ اب اس کا کوئی علاج نہیں ہے چنانچہ ابتک ایسے مریض کا کوئی علاج نہیں تجویز ہُوا۔ لیکن اس کے متعلق حضرت مرزا صاحب نے دعا کی۔ اور فرمایا کہ میرا دل نہیں چاہتا کہ یہ لڑکا جو اتنی دُور سے علم حاصل کرنے کے لئے آیا ہے اسطرح مرے۔ میں اسکی صحت کے لئے دعا کرتا ہوں آپ کی دُعا قبول ہو گئی۔ اور وہ لڑکا اس وقت تک زندہ ہے۔ اس واقعہ کو اپنی آنکھوں دیکھنے والے اس مجلس میں بیٹھے ہیں۔

**سکھ**۔ یہ تو ایک کہانی ہے دیگر مذاہب والے بھی اپنے بزرگوں کی اس سے بڑھ چڑھ کر کرامات سُنا سکتے ہیں۔ اور میں بھی بہت سی اسی طرح کی باتیں بتا سکتا ہوں۔

**حضرت**۔ یہ کہانی نہیں بلکہ واقعہ ہے جسکے دیکھنے والے یہاں آپکے سامنے موجود ہیں ان سے آپ پوچھ سکتے ہیں پھر کسولی موجود ہے وہاں سے پتہ لگ سکتا ہے پھر وہ لڑکا موجود ہے اس سے دریافت ہو سکتا ہے اچھا آپ بہت سی باتوں کو چھوڑ کر کوئی ایک ہی اس قسم کی مثال بتایئے۔ جس میں اسطرح کے واقعات پائے جاتے ہوں۔

**سکھ**۔ میں اسوقت نہیں بتا سکتا۔ آپ تو ان باتوں کو اکثر پیش کرتے رہتے ہیں اسلئے آپکو یاد ہیں لیکن مجھے چونکہ انکی ضرورت نہیں پڑتی اسلئے یاد نہیں دریافت کر کے بتاؤں گا

**حضرت**۔ اچھا جب آپ بتائینگے اُسوقت دیکھا جائیگا لیکن خوب یاد رکھئے۔ کہیں سے آپ اسکی مثال نہ لا سکیں گے یہ شرف صرف اسلام ہی کو حاصل ہی کہ ہر زمانہ میں ایسے انسان پیدا کرتا رہتا ہے۔ جن کی دُعائیں حیرت انگیز طور پر پوری ہوتی ہیں۔ اب بھی ہم یہ ثبوت دینے کے لئے تیار ہیں کہ خدا تعالیٰ ایسے رنگ میں ہماری تائید کرتا ہے جو اور کسی مذہب والے کو نصیب نہیں ہو سکتی۔ اس کا ثبوت ہم اسی طریق سے دے سکتے ہیں جو حضرت مرزا صاحب نے قرار دیا ہے۔ مثلاً کچھ مریض ہوں۔ انہیں سے قرعہ اندازی کے ذریعہ نصف ہم لے لیں اور نصف دہریہ لوگ لیں ہم اپنے حصہ کے مریضوں کا دُعا اور دوا سے علاج کریں اور وہ اپنے مریضوں کا ڈاکٹروں سے کرائیں پھر معلوم ہو جائیگا کہ کونسے بیمار زیادہ اچھے ہوتے ہیں آیا وہ جو ہمارے حصہ میں آئے یا وہ جو انکے حصہ میں آئے یا اسی طرح کا کوئی اور طریق اختیار کیا جا سکتا ہے یعنے ایک محدود وقت تک ایک معاملہ کے متعلق دُعا کریں اور دہریے اسباب و تدابیر سے کام لیں۔ اور فیصلہ نتائج پر کیا جائے مثلاً بارش ہے اس کے لئے چند علاقے یا دیہات اس طرح مقرر کر لئے جائیں کہ ایک ہمارے حصہ میں آئے تو اس سے اگلا ان کے حصہ میں پھر اگلا ہمارے حصہ میں۔ پھر ایک طرف ہم دُعا سے کام لیں اور دوسری طرف وہ مادی اسباب سے کوشش کریں پھر دیکھیں کونسے دیہات میں نمایاں فرق ظاہر ہوتا ہے۔

یہاں آکر سکھ صاحب دھیمے پڑ گئے اور کہنے لگے کہ مجھے کوئی ایسا طریق بتایا جائے جس سے خدا کا یقین ہو جائے اس کے متعلق حضور نے فرمایا۔ علیحدگی میں دعائیں کرو اور کہو اے خدا میں تو تجھے نہیں مانتا۔ کیونکہ مجھے تیرا یقین حاصل نہیں ہے لیکن اور لوگ کہتے ہیں کہ تو ہے۔ پس اگر تو ہے تو میری تسلی کر دے۔ اور مجھے اپنی نسبت یقین کرا دے۔

**سکھ**۔ ایسے فیصلہ کے لئے کوئی میعاد مقرر ہونی چاہیئے۔ اچھا اسطرح ہو کہ میں کسی سخت سے سخت گستاخی کا جو خدا کے متعلق ہو سکتی ہے۔ مرتکب ہوتا ہوں خدا اسپر مجھے سزا دے کر اپنی ہستی کا ثبوت دے۔

**حضرت**۔ جو خدا سخت سے سخت سزا دے سکتا ہے وہ اعلیٰ سے اعلیٰ انعام بھی کر سکتا ہے۔ آپ کیوں اپنے لئے فضل نہیں مانگتے انسان کی دانائی یہی ہے کہ اپنے لئے ہلاکت نہ طلب کرے کیونکہ اگر وہ ہلاک ہو گیا تو پھر مانے گا کون۔ اور اُسے فائدہ کیا ہُوا بس آپ اپنے لئے فضل ہی مانگیں۔

**سکھ**۔ بہر حال جلدی کچھ ہونا چاہیئے اس کے لئے آپ کچھ دن مقرر کریں ورنہ میں کس طرح سمجھ سکوں گا کہ یہ دُعا کا نتیجہ ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی اور ایسے اسباب پیدا ہو جائیں یا میں کسی وجہ سے

بیمار ہی ہو جاؤں۔ تو یہ میرے لئے خدا کی ہستی کا کوئی ثبوت نہیں ہوگا۔

**حضرت۔** آپ کا یہ اعتراض اس صورت میں ہو سکتا ہے آپ مجھے جج بنائیں۔ اور میں اس بات کا فیصلہ دوں۔ چونکہ آپ کے متعلق فلاں واقعہ ظہور پذیر ہو چکا ہے اس لئے آپ خدا تعالیٰ کی ہستی کو ضرور ہی مان لیں۔ لیکن میں تو یہ کہہ رہا ہوں آپ یہ دعا کریں۔ کہ اے خدا اگر تو ہے تو مجھ پر اپنی ہستی کا کوئی ثبوت نازل کر جس سے مجھے یقین ہو جائے۔ کہ فی الواقعہ تو ہے۔ پس جب آپ کی تسلی ہو جائیگی خواہ کسی طرح ہو تو یہ سوال خود بخود حل ہو جائیگا۔ میں اس کے متعلق کوئی میعاد نہیں مقرر کر سکتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کسی کا محکوم نہیں بلکہ احکم الحاکمین ہے۔ کیا آپ اگر بادشاہ کے حضور کوئی اپیل یا درخواست کریں۔ تو اسے اس بات کے لئے مجبور کر سکتے ہیں۔ کہ مجھے اتنے دنوں کے اندر جواب دو۔ پس یہ تو میں کر سکتا ہوں کہ آپ کے لئے دعا کروں۔ کہ الٰہی ان پر جلد رحمت کی نظر ہو۔ مگر دن نہیں مقرر کر سکتا۔ اور آپ کو بھی دعا کے الفاظ یا اس کی تعداد وغیرہ کے متعلق کسی قسم کا پابند نہیں کرتا۔ آپ جب اور جتنی بار چاہیں۔ دعا کریں۔ اور آپنے جو یہ کہا ہے۔ کہ اگر مدت مقرر کرنے کے بغیر کوئی واقعہ ظاہر ہوا۔ تو میں کس طرح مان سکتا ہوں۔ کہ یہ میری دعا کا نتیجہ ہے۔ اس کا ایک جواب تو میں دے چکا ہوں۔ دوسرا یہ ہے۔ کہ مثلاً آپ ایک گھر کے دروازہ پر جا کر آواز دیں۔ کہ دو منٹ میں آگ دو۔ اور گھر والے دو منٹ میں تو نہیں بلکہ دو گھنٹہ کے بعد آپ کو آگ بھیجدیں۔ تو آپ کو اس آگ کے وجود میں تو شک نہیں ہو سکتا۔ کہ چونکہ اتنی دیر کے بعد ملی ہے۔ اس لئے آگ ہی نہیں ہے۔ اسی طرح جب آپ کی مضطربانہ پکار کے جواب میں خدا نے اپنی ہستی کو آپ پر ظاہر کر دیا۔ تو بہر حال آپکو اسے ماننا پڑیگا۔

اس پر سکھ صاحب نے دعا کرنا منظور کیا۔ اور ان کی درخواست کے مطابق سورہ فاتحہ کا ترجمہ انکو لکھ کر دینے کا حضرت خلیفۃ المسیح نے ارشاد فرمایا۔ اور مجلس برخاست ہوئی۔

---

منشی سلطان احمد کاتب الفضل کے بڑا در معظم ڈسٹرکٹ سرجن محمد سردار خان صاحب عرصہ سے بیمار ہیں احباب ان کی صحت کیلئے دعا فرماویں

# فہرست نو مبائعین

| نام | مقام | نام | مقام |
|---|---|---|---|
| رحمت اللہ | گجرات | ختال بی بی۔ | علاقہ نظام |
| محمد دین | " | محمد حسین | |
| والدہ " | " | زینب بی بی۔ | " |
| اہلیہ " | " | محمد شرف الدین | " |
| سید روف عالم | بہاگلپور | | " |
| اہلیہ صاحب گل زمان۔ | پشاور | فاطمہ بی بی | " |
| محمد علی | مالابار | عبد الرزاق | " |
| والدہ محمد عبد اللہ | پٹیالہ | | " |
| شیخ تراب علی | بہاگلپور | محی الدین بی بی | " |
| محمد اصغر حسین | " | ہمشیرہ چودہری محمد علی۔ | سیالکوٹ |
| اللہ داد | " | اہلیہ " " | " |
| محمد اول | " | والدہ " " | " |
| فضل | " | سید عظمت علی۔ | مظفر نگر |
| نور دین | " | محمد الطاف حسین رئیس | |
| علم دین | " | ........ | میرٹھ |
| محمد ودیم | " | کرم الٰہی۔ | امرتسر |
| خواجہ معین الدین۔ | علاقہ نظام | | |